مجلس تحقیقات شرعیہ
کے دو اہم فیصلے

مرتب

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ
(کنوینر مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء)

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	مجلس تحقیقات شرعیہ کے دو اہم فیصلے
مرتب	:	مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ
صفحات	:	۲۴
سن اشاعت	:	ستمبر ۲۰۲۰ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۲۰/روپئے

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

ملنے کے پتے:

ا-مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، احاطہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون:0522.2741439

۲- مکتبہ ندویہ، احاطہ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون:8960997707

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمدللہ وکفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد!

ندوۃ العلماء نے تعلیم وتحقیق اور علمی وفقہی مباحث میں غوروخوض کی ضرورت شروع سے محسوس کی، اوراس کے ناظم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیرونی ملک کے دوروں میں لوگوں سے تبادلۂ خیال، حالات کے مشاہدہ اور کوششوں کو دیکھ کر اس کی ضرورت کا اور زیادہ احساس کیا، اس طرح ۱۹۶۳ء میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا، جس کی مدت نصف صدی سے زائد عرصہ کو پار کر چکی ہے، اوراس کے کئی اہم کام اوراس کی نشستوں کے اہم فیصلے سامنے آئے، اس کے دو اہم فیصلے انشورنس اور رؤیت ہلال سے متعلق تھے، جو مجلس کے اس وقت کے ناظم استاذ محترم مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ کے مرتب کردہ ہیں، اس کے موجودہ ناظم فاضل گرامی مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی فکروکوشش سے کتابی صورت میں سامنے آرہے ہیں، ان کی فرمائش پر ان سطور کے ذریعہ اس اہم اور ضروری کام میں شرکت کی سعادت راقم کو بھی حاصل ہورہی ہے، اللہ تعالی زیادہ سے زیادہ مفید بنائے اور قبول فرمائے۔

محمد رابع حسنی ندوی
تکیہ کلاں، رائے بریلی

۵/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

پیش لفظ

مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے قیام کے بعد ابتدائی چند سالوں میں دو اہم ترین مسائل پر فیصلے کئے: ۱۔انشورنس کا مسئلہ، ۲۔رؤیت ہلال کا مسئلہ، یہ دونوں فیصلے مجلس تحقیقات شرعیہ کے دوسرے ناظم حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ استاذ وسابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دور نظامت میں ہوئے، حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ جید عالم اور کامیاب مصنف تھے، اسلامی موضوعات پر ان کی متعدد کتابیں ہیں، خاص طور پر ان کی کتاب ''اسلام کا سیاسی نظام'' جو دارالمصنفین اعظم گڑھ سے شائع ہوئی ہے، ان کا تصنیفی شاہکار مانی جاتی ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے طویل زمانے تک ان کی تدریسی وانتظامی وابستگی رہی، کئی سال منصب اہتمام پر فائز رہے، پھر وہ پاکستان منتقل ہوگئے، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے انہیں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں شعبۂ تخصص کی نگرانی کے لئے کراچی بلایا تھا، اور پھر وہ پاکستان کے ہوکر رہ گئے، کراچی میں علمی ودینی اور تصنیفی خدمات انجام دیتے رہے، نومبر ۱۹۹۵ء میں کراچی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

حضرت مولانا تقی امینیؒ مجلس تحقیقات شرعیہ کے پہلے ناظم تھے، ان کے مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ منتقل ہوجانے کے بعد مجلس تحقیقات شرعیہ کی نظامت کی ذمہ داری حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی کے سپرد کی گئی، انہوں نے بہت مستعدی اور خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا، ان کے دور نظامت میں مجلس تحقیقات شرعیہ خوب سرگرم رہی، مجلس کی نشستیں پابندی سے ہوتی رہیں، اور چند اہم مسائل پر مجلس نے فیصلے کئے۔

سب سے پہلا اور پیچیدہ مسئلہ جو مجلس کے ایجنڈا میں سرفہرست رہا وہ انشورنس کا مسئلہ

تھا،انشورنس کے موضوع پر تفصیلی سوالنامہ برصغیر ہندوپاک کے علماء اوراصحاب افتاء نیز بعض عرب علماء کی خدمت میں روانہ کیا گیا، پھر مجلس کا اجتماع بلاکر حاضراراکین نے باہم تبادلہ خیالات اور بحث وتمحیص کے بعد انشورنس کے موضوع پر بڑا جامع اور محتاط فیصلہ تحریر کیا۔

دوسرا مسئلہ جس پر مجلس نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا وہ رؤیت ہلال کا مسئلہ تھا،اس موضوع پر بھی سوالنامہ بھیجا گیا،تحریری جوابات آنے کے بعد انہیں تمام اراکین کوروانہ کیا گیا، پھر فقہی اجتماع بلاکر مجلس نے فیصلہ کیا، یہ دونوں فیصلے علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گئے۔

ان دونوں مسئلوں پر مجلس تحقیقات شرعیہ نے جو کچھ غوروخوض کیا اور جو طریقہ اپنایا اسے مرتب کرکے ناظم مجلس حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ نے اپنی تمہید کے ساتھ کتابی صورت میں شائع فرمادیا تھا،مولانا نے اپنے رسالہ میں ''تجویز'' کا عنوان قائم کیا تھا،یعنی ''تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس''اور''تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق رویت ہلال''،مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ کے مرتب کردہ یہ دونوں رسالے اب نایاب ہیں،اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اسے تاریخی اورشرعی دستاویز کے طور پر شائع کردیا جائے،تاکہ وہ اہل علم کے ہاتھوں میں پہونچ سکے،ان دونوں رسالوں میں حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ کی تمہیدی تحریریں بھی بڑی قابل قدر اورلائق مطالعہ ہیں،انہوں نے ایسے مسائل میں جہاں ایک سے زائد آراء ہوں،مخالف رائے اور نقطہ نظر کا جس اہتمام اور احترام کے ساتھ تذکرہ کیا ہے وہ لائق تقلید ہے،اجتہادی مسائل میں اپنی رائے پر ثبات کا اختیار تو ہے،لیکن دوسرے نقطۂ نظر کی تنقیص اوراستخفاف کا کوئی جواز نہیں ہے،مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ نے انشورنس کے مسئلہ میں مخالف نقطۂ نظر رکھنے والوں کا جس احترام کے ساتھ ذکر کیا ہے اس سے ان کی کشادہ قلبی اورمیانہ روی کا اندازہ ہوتا ہے، یہ دونوں رسالے علمی امانت ہیں،جنہیں اہل علم اوراہل فکر کے حلقوں تک پہونچانے کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (ناظم ندوۃ العلماء،لکھنؤ) کی خواہش وایماپر مجلس تحقیقات شرعیہ سے متعلق اہم قدیم تحریروں کومرتب کرکے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے،تاکہ اہل علم مجلس کے کاموں اوراس کے منہج سے واقف ہوں،اور مجلس ماضی کی طرح پھر نئے مسائل کوحل کرنے میں سرگرم عمل ہو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ان کوششوں کوقبول فرمائے اوردور حاضر میں نفاذ شریعت کی تمام علمی،فکری اورعملی کوششوں کوکامیابی سے ہمکنار کرے۔

عتیق احمد بستوی
سکریٹری مجلس تحقیقات شرعیہ
واستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء،لکھنؤ

۳۰/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
۲۲/جولائی ۲۰۲۰ء

تجویز
مجلس تحقیقات شرعیہ
متعلق
انشورنس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

الحمد لله و كفى و الصلوة على عباده الذين اصطفى ،اما بعد!

تمدن کی ترقی اور حالات کے تغیر کی وجہ سے جن نئے مسائل سے مسلمان دوچار ہیں ان میں انشورنس کا مسئلہ بھی ہے، جو بلحاظ اپنی وسعت واہمیت شرعی اور اجتماعی نقطۂ نظر سے بہت زیادہ قابل توجہ ہے،اس کی اہمیت کے پیش نظر ''مجلس تحقیقات شرعیہ'' نے اس مسئلہ کو سرِ فہرست جگہ دی اور مجلس کے اولین اجتماع مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۶۳ء میں طے ہوا کہ اس مسئلہ کے متعلق ایک جامع سوالنامہ مرتب کیا جائے جسے بعض اکابر علماء کی خدمت میں بغرض جواب بھیجا جائے، جوابات حاصل ہونے کے بعد ارکان مجلس مجتمع ہوکر ان جوابات کی روشنی میں مسئلہ پر غور وخوض کرکے کوئی فیصلہ کریں،جس کی اشاعت کردی جائے تاکہ عوام مسلمین اس کے بارے میں حکم شرعی کو سمجھ کر اس پر عمل کرسکیں،اجتماع میں ان حضرات علماء کرام کے اسماء گرامی بھی تجویز کر لئے گئے جن کے پاس سوالنامہ ارسال کرنا مجلس کی رائے میں مناسب تھا،سوالنامہ ہندو بیرون ہند کے متعدد علماء کرام کی خدمت میں بھیجا گیا۔

۲۶ نومبر ۱۹۶۴ء کو سوالنامہ روانہ کرنے کی ابتداء ہوگئی اور یکم دسمبر ۱۹۶۴ء تک ان سب حضرات علماء کی خدمت میں روانہ کردیا گیا،جنہیں مجلس نے اس کام کے لئے منتخب کیا تھا، جوابات سب حضرات کی طرف سے موصول نہیں ہوئے، بلکہ صرف بعض حضرات نے جواب ارسال فرمایا،جن کے اسماء گرامی چند سطور کے بعد درج کئے جائیں گے۔

جوابات میں اختلاف تھا،بعض حضرات نے انشورنس کے معاملہ کو بالکل ناجائز قرار دیا تھا،اور بعض نے مخصوص شرائط وحالات میں اسے جائز قرار دیا تھا،دونوں قسم کے حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

الف: مندرجہ ذیل حضرات نے اس معاملہ کو مسلمانوں کے لئے بالکل ناجائز اور حرام قرار دیا:

۱۔ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کراچی

۲۔ جناب مولانا ولی حسن ٹونکی صاحب، کراچی بتصویب مولانا محمد یوسف بنوری صاحب

۳۔ جناب مولانا مفتی محمود صاحب، صدر مدرس و مفتی جامع العلوم کانپور

۴۔ جناب مولانا ظفیر الدین صاحب، دیوبند

۵۔ جناب مولانا عبیداللہ صاحب مبارک پوری

۶۔ جناب مولانا سید احمد صاحب قادری، رامپور

ب: اس کے برخلاف مندرجہ ذیل حضرات نے بعض شرائط کے ساتھ (جن کا تذکرہ تجویز میں ہے) اس معاملہ کو جائز قرار دیا:

۱۔ جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، مفتی دارالعلوم دیوبند

۲۔ جناب مولانا محمد ہارون صاحب، دارالعلوم ٹنڈو الہ یار، بتصویب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب

۳۔ جناب مولانا مظفر حسین صاحب (مفتی مظاہر علوم سہارنپور)

۴۔ جناب مولانا یحیٰ قاسمی (مفتی امارت شرعیہ بہار)

۵۔ جناب مولانا عبدالسلام ندوی (جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی)

بقیہ حضرات علماء کے جوابات موصول نہیں ہوئے، ان سب جوابات کو جمع کر کے اور ذریعہ سائیکلو اسٹائل طبع کرا کے سب ارکان کی خدمت میں بھیج دیا گیا تا کہ وہ ان کو دیکھ کر اچھی طرح غور و فکر فرما سکیں، اور اس کے لئے خاصی مدت رکھی گئی۔

۱۵، ۱۶/ دسمبر ۱۹۶۶ء کے اجتماع میں مجلس کے علماء کرام کی مندرجہ بالا دونوں جماعتوں کے اقوال و دلائل پر غور کر کے مؤخر الذکر جماعت کی رائے کو اختیار کیا، یعنی مخصوص شرائط کے ساتھ مسلمان کے لئے اس معاملہ میں حصہ لینے کی گنجائش نکلتی ہے، ان شرائط کی وضاحت تجویز میں موجود ہے، اس کے بعد اس تصریح کی احتیاج نہیں رہتی کہ ان

شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو اس معاملہ کے جواز کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی، اور یہ حرام ہی رہے گا۔

مجلس کے جس اجتماع میں فیصلہ کیا گیا ہے اس میں صرف مندرجہ ذیل ارکان شریک تھے، بقیہ حضرات ارکان مختلف اعذار کی وجہ سے شرکت نہیں فرما سکے تھے۔

جو حضرات جلسہ میں شرکت نہیں فرما سکے تھے ان میں جناب مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور جناب مولانا محمد میاں صاحب سابق ناظم جمعیۃ العلماء ہند نے اپنی آراء گرامی سے ذریعہ والا نامہ مطلع فرمایا تھا، چنانچہ اول الذکر محترم یعنی جناب مہتمم صاحب ممدوح نے جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب کے فتوی سے اتفاق فرماتے ہوئے اپنی اور متعدد علماء دیوبند کی جانب سے تحریر فرمایا کہ جناب مفتی صاحب ممدوح کے شرائط کے ساتھ اس معاملہ کے جواز کی گنجائش ہے۔

اس کے برخلاف جناب مولانا سید محمد میاں صاحب نے عدم جواز کا مسلک اختیار فرمایا، اور ان علماء کرام سے اتفاق فرمایا جنہوں نے اس معاملہ کی حرمت علی الاطلاق کا فتوی دیا تھا۔

اسماء گرامی شرکاء اجتماع مجلس منعقدہ ۱۵، ۱۶، دسمبر ۱۹۶۵ء

۱۔ جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی (۱)

۲۔ جناب مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

۳۔ جناب مولانا محمد رضا صاحب انصاری فرنگی محلی

۴۔ جناب مولانا ابواللیث صاحب ندوی امیر جماعت اسلامی، ہند

۵۔ جناب مولانا شاہ عون احمد صاحب قادری خانقاہ مجیبیہ، بہار

---

(۱) مولانا کو تجویز دکھادی گئی تھی، اور اس سے انہیں اتفاق ہے، لیکن چونکہ وہ ۱۶/ کی صبح کو دریاباد واپس تشریف لے گئے اور اس اجلاس میں شرکت نہیں فرما سکے تھے، جس میں تجویز آخری طور پر پاس کی گئی، اس لئے ان کے دستخط نہیں ہو سکے۔ فقط محمد اسحٰق

٦۔ جناب مولانا شاہ سید منت اللہ صاحب رحمانی، سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر

٧۔ جناب مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

٨۔ جناب مولانا فخر الحسن صاحب (استاذ دار العلوم دیوبند)

٩۔ جناب مولانا سعید احمد اکبر آبادی صدر شعبہ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

١٠۔ جناب مولانا اویس صاحب ندوی شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

١١۔ راقم سطور محمد اسحٰق، کنوینر مجلس

علماء کرام کی مندرجہ بالا دونوں جماعتوں کے درمیان انشورنس کے مسئلہ میں اختلاف کا سبب درحقیقت سلف صالحین کا ایک ایسے مسئلہ میں اختلاف ہے جو اس مسئلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے، یہاں ایک مختصر تمہید کے ساتھ اس کا اجمالی تعارف کرا دینا مفید ہے۔

اسلام ایک جامع اور کامل دین ہے، عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت وغیرہ اس کے مختلف شعبے ہیں، منجملہ اس کے ایک شعبہ معاملات بھی ہے، اور بیع وشراء، قرض وغیرہ اسی کے ماتحت داخل ہیں، شریعت اسلامیہ نے معاملات کے لئے بھی قوانین واحکام مقرر فرمائے ہیں، اور ان کی شکلیں متعین فرمائی ہیں، ان قوانین واشکال کی مخالفت مسلمان کے لئے ناجائز ہے، اس کا فرض ہے کہ وہ معاملات کی شرعی شکلوں کو رواج دے اور انہیں شرعی احکام وقوانین کے تابع رکھے۔

جن مقامات پر مسلمانوں کو اس کی قدرت وطاقت حاصل ہو وہاں تو ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے لئے شرعاً اس کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ وہ معاملات کے احکام اسلامیہ اور اس کی اشکال شرعیہ سے سرمو تجاوز کرے، لیکن جن مقامات پر اقتدار اعلیٰ مسلمانوں کو حاصل نہ ہو اور انہیں اس کا اختیار نہ ہو کہ وہ معاملات کی شکلیں شرعی اصول واحکام کے ماتحت مقرر کرسکیں اور معاملات غیر مسلمین کے ساتھ بھی پڑیں تو کیا ایسے مقامات پر غیر مسلمین کے ساتھ معاملت کرنے میں بھی ان کے لئے شریعت کے معاملاتی نظام کی پوری پوری پابندی لازم ہوگی؟

بنیادی مسئلہ یہ ہے جس میں کبار ائمہ سلف کے درمیان اختلاف ہے، بعض ائمہ فقہ کا قول یہ ہے کہ معاملات کے اسلامی احکام وقوانین صرف اول الذکر قسم کے مقامات و حالات تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ہر مقام پر اور ہر حالت میں مسلمان کے لئے ان کی پوری پوری پابندی لازم ہے۔

اس کے برخلاف بعض دوسرے ائمہ فقہ کی رائے یہ ہے کہ بعض اسلامی احکام متعلق معاملات صرف اول الذکر مقامات تک محدود ہیں، اور بعض صورتوں میں اس کی گنجائش ہے کہ مسلمان صرف غیر مسلمین کے ساتھ بعض معاملات میں ان کی مروجہ غیر اسلامی شکلوں کو اختیار کرسکیں، انشورنس کا مسئلہ بھی ان بعض معاملات کے حدود میں آتا ہے جن کی گنجائش ان حضرات ائمہ کے نزدیک حالات ومقامات مذکورہ میں ہے، بدائع ودرمختار وشامی وغیرہ کتب فقہ دیکھنے سے اس اختلاف ائمہ کی تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔

اسلاف کا یہی اختلاف انشورنس کے مسئلہ میں موجودہ علماء کرام کے اختلاف کی بنیاد ہے، چنانچہ اول الذکر جماعت علماء نے اول الذکر ائمہ کے مسلک کو اختیار فرمایا ہے، اور ثانی الذکر جماعت نے ثانی الذکر ائمہ کے مسلک کو۔

خود تجویز میں اہل علم کے لئے اس چیز کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ مجلس کا یہ فیصلہ کسی اجتہاد مطلق یا تجدد زدگی کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ یہ بعض ائمہ سلف ہی کے اجتہاد اور ان کی مبصرانہ رائے پر مبنی ہے، جو انہوں نے کتاب وسنت میں غور وفکر کرنے کے بعد قائم فرمائی تھی۔

مجلس اور ان علماء کرام نے جن کی تائید اس مسئلہ میں مجلس کو حاصل ہے، ضرورت زمانہ کو ضرور ملحوظ رکھا ہے، لیکن اسے اضطرار کا درجہ ہرگز نہیں دیا ہے، نہ اضطرار کے قانون کو اپنی رائے کی بنیاد بنایا ہے، بلکہ درحقیقت ان کی رائے کی بنیاد وہ ہے جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے۔

جن حضرات علماء نے مسئلہ زیر بحث میں حرمت وعدم جواز کو ترجیح دی ہے، ان کی

رائے بھی مدلل ہے، اور مجلس اس کا احترام کرتی ہے، ان حضرات نے احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا ہے، اور بیشک مومن کی شان یہی ہے کہ وہ حرام کے شبہ سے بھی احتراز کرے۔

لیکن مجلس اور ان علماء کرام کی رائے بھی جو مجلس کے ہم خیال ہیں، دلائل شرعیہ اور اقوال سلف پر مبنی ہیں، اور اس میں بھی مصالح شرعیہ، دینیہ اور دنیویہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس لئے انہیں بھی کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی۔

عوام مسلمین کو اس مسئلہ میں وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو مجتہد فیہ مسائل کے لئے مناسب ہے، یعنی جس رائے پر قلب مطمئن ہو اس پر عمل اور دوسرے پر ملامت واعتراض سے احتراز، خصوصا رسائل واخبارات میں اس مسئلہ کا چھیڑنا بہت ہی نامناسب اور بالکل خلاف مصلحت ہے۔

فقط

احقر محمد اسحٰق صدیقی ندوی عفا اللہ عنہ

(کنوینر مجلس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجویز

مجلس تحقیقات شرعیہ نے اپنے اجتماع مؤرخہ ۱۵، ۱۶؍دسمبر ۱۹۶۵ء میں انشورنس کے مسئلہ پر علماء کرام کے ان جوابات کی روشنی میں غور کیا جو مجلس کے سوالنامے کے پیش نظر ان حضرات نے تحریر فرمائے تھے، اس غور و خوض کے بعد مجلس جس نتیجہ پر پہونچی ہے وہ ایک مختصر تمہید کے ساتھ درج ذیل ہے:

انشورنس کا مسئلہ شریعت کے شعبۂ معاملات سے تعلق رکھتا ہے، معاملات میں ہمیشہ دو فریق ہوتے ہیں، اس لئے اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

اول۔ دونوں فریق مسلمان ہوں، اس صورت میں معاملات کی جو شکلیں شریعت اسلامیہ نے مقرر کی ہیں، ان کے علاوہ کسی شکل کا اختیار کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔

دوم۔ ایک فریق مسلمان ہو، اور دوسرا غیر مسلم ہو، صورت دوم کی دو شکلیں نکلتی ہیں:

الف۔ معاملات کی شکل مقرر کرنا مسلمان کے اختیار میں ہو، اس کا حکم بھی وہی جو صورت اولی کا ہے۔

ب۔ معاملہ کی شکل مقرر کرنا اس کے اختیار میں نہ ہو۔

صورت ثانیہ کی شکل (ب) میں بوقت ضرورت اسلام کے بعض جلیل القدر ائمہ وفقہاء کے قول کی بناء پر شرعا اس کی گنجائش نکلتی ہے کہ مسلمان کچھ قیود و شرائط کے ساتھ اس نوع کے معاملات میں حصہ لے سکے، انشورنس کا مسئلہ بھی مجلس کے نزدیک اسی شکل کے تحت داخل ہے۔

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ربوا وقمار لازم ہے، اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اسلامی اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب

ہے،لیکن جان و مال کے تحفظ وبقا کا جو مقام شریعت اسلامیہ میں ہے،مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے، نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کرسکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی راستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہوگیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں، اور جان و مال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائیداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا ائمہ کرام کے قول کی بناء پر شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

تنبیہ۔اوپر کی عبارت میں لفظ ’ضرورت شدیدہ‘ سے مراد یہ ہے کہ جان یا اہل وعیال یا مال کے ناقابل برداشت نقصان کا اندیشہ قوی ہو۔

’ضرورت شدیدہ‘ موجود ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ مجلس کے نزدیک مبتلیٰ بہ کی رائے پر منحصر ہے، جو خود کو عنداللہ جوابدہ سمجھ کر علماء کے مشورہ سے قائم کرے۔فقط

دستخط:

۱۔(جناب مولانا مفتی)عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

۲۔(جناب مولانا)محمد ظفیر الدین صاحب،دارالعلوم دیوبند

۳۔(جناب مولانا)ابواللیث صاحب ندوی،امیر جماعت اسلامی ہند

۴۔(جناب مولانا)محمد رضا صاحب انصاری،مفتی فرنگی محل

۵۔(جناب مولانا)شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی،دارالمصنفین اعظم گڑھ

۶۔(جناب مولانا)فخرالحسن صاحب،استاذ دارالعلوم دیوبند

۷۔(جناب مولانا)شاہ عون احمد صاحب قادری،سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ،پھلواری شریف،پٹنہ

۸۔(جناب مولانا)منت اللہ صاحب ندوی رحمانی،سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ مونگیر

۹۔(جناب مولانا)محمد اویس صاحب ندوی،شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء

۱۰۔(جناب مولانا)محمد منظور صاحب نعمانی،مدیر ماہنامہ الفرقان،لکھنؤ

۱۱۔(جناب مولانا)سعید احمد صاحب اکبرآبادی،صدر شعبہ دینیات علی گڑھ

۱۲۔(احقر)محمد اسحٰق عفا اللہ عنہ

تجویز
مجلس تحقیقات شرعیہ
متعلق
مسئلہ رؤیت ہلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریب
بیمہ پالیسی کے مسئلہ میں فیصلہ کرنے کے بعد

مجلس تحقیقات شرعیہ نے اپنے سامنے دو مسئلے رکھے تھے، ایک رؤیت ہلال کا مسئلہ اور دوسرا حکومت سے قرض لینے کا مسئلہ۔ ان دونوں مسئلوں کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے، رؤیت ہلال کا مسئلہ تو ایک ہمہ گیر اور ناگزیر شئی ہے، جو ہر سال تین بار ہر مسلمان کے سامنے آتا ہے اور اس میں اختلاف وافتراق بعض اوقات ہنگامہ وپریشانی کا باعث ہوجاتا ہے، قرض کا مسئلہ بھی اپنے دائرے کو روز بروز وسیع کرتا جاتا ہے اور بعض حالات میں ان لوگوں کے لئے باعث تشویش وتردد بن جاتا ہے جو بحمد اللہ جائز وناجائز میں امتیاز کرنا چاہتے ہیں۔

حسب دستور ان دونوں مسئلوں کے متعلق سوالنامے مرتب کے گئے، اور ۲۸؍فروری ۱۹۶۶ء کو سوالنامہ متعلق رؤیت حضرات علماء کی خدمت میں بغرض جواب بھیجا گیا، بتاریخ ۱۷؍اپریل ۱۹۶۶ء سوالنامہ متعلق قرض حکومت بھی بھیج دیا گیا، جوابات موصول ہونے پر حسب قاعدہ یہ سب جوابات سائیکلو اسٹائل کرا کے ۳۰؍نومبر ۱۹۶۶ء کو حضرات ارکان مجلس کے پاس بغرض غور وفکر بھیجے گئے اور غور وفکر کے لئے خاصا وقت دیا گیا، ارادہ یہ تھا کہ فروری ۱۹۶۷ء میں ارکان کا اجتماع بلالیا جائے تا کہ مسائل جلد طے ہوں، لیکن ملک میں عام انتخابات کی وجہ سے ارکان کا اجتماع ناممکن ہوگیا، انتخابات کا ہنگامہ ختم ہونے کے بعد بھی بعض رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں جن کی وجہ سے اجتماع کو مئی تک مؤخر کرنا پڑا اور اس کی نوبت

۴،۳؍مئی ۱۹۶۷ء کو آئی، دودن کے اجتماع میں بحمداللہ رؤیت ہلال کا مسئلہ تو باحسن وجوہ بالاتفاق طے ہوگیا، لیکن قرض کا مسئلہ طے نہ ہوسکا، اور مزید غوروفکر کے لئے اسے آئندہ کے لئے ملتوی کردیا گیا۔

رؤیت ہلال کے متعلق مجلس کی تجویز کا پورا متن یہاں پیش کیا جارہا ہے، اس مسئلہ میں اتنی بات عرض کرنا ہے کہ اس معاملہ میں شرعی حکم کے اعتبار سے کوئی خاص دشواری نہیں ہے، بلکہ دشواری درحقیقت اس کی عملی شکل میں ہے، یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے، اور نظم وانتظام چاہتا ہے، افسوس ہے کہ مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم نہیں ہے جو کم ازکم اس مسئلہ کی حدتک سب مسلمانوں کے نزدیک مسلّم ہو، اور ان کا اتفاق حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکے، جن ممالک میں حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے وہاں مسئلہ بہت آسان ہے، شرعا اس بارے میں آخری فیصلہ حکومت کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ ماہر علماء دین کی کسی جماعت کے مشورہ کے تابع ہوکر فیصلہ کرے، لیکن ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اقتدار غیرمسلموں کے ہاتھ میں ہے، اس کا علاج بجزاس کے کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کا کوئی ایسا ادارہ اس کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے جسے سب مسلمان یا (کم ازکم ان کی اغلب اکثریت) کم ازکم اس کی حدتک بااختیار اوراس کے حکم کو واجب التعمیل سمجھتے ہوں اوراس سے تعاون کرنے میں بھی دریغ نہ کریں، اگر یہ ممکن نہ ہوتو کم ازکم مقامی طور پر قصبہ وار، اور شہروار ایسے ادارے قائم کئے جائیں یا ایسے افراد کو منتخب کیا جائے جن کے فیصلے واعلان کے بعد اس حلقہ کا کوئی شخص اس سے انحراف کرنے کی جرأت نہ کرے، اس قسم کے ادارے کے قیام کے لئے قوم کے ذی اثر حضرات کو عملی قدم اٹھانے چاہیے، مجلس بھی اس سلسلہ میں ممکن تعاون سے دریغ نہ کرے گی۔

رؤیت ہلال کے متعلق سوالنامے کا جواب

مندرجہ ذیل علماء کبار نے عنایت فرمایا

۱۔ جناب مولانا عبدالصمد رحمانی (سابق نائب امیر شریعت، بہار)

۲۔ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (ناظم دارالعلوم کراچی)

۳۔ جناب مولانا مفتی محمد یحییٰ صاحب (مفتی مظاہر علوم، سہارنپور)

۴۔ جناب مولانا عبدالماجد صاحب (مدیر صدق جدید)

۵۔ جناب مولانا نظام الدین صاحب (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند) بتصویب مولانا مہدی حسن صاحب ومولانا مفتی محمود صاحب

۶۔ جناب مولانا محمد وجیہ صاحب (مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار، پاکستان) بتصویب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب

۷۔ جناب مولانا سید احمد صاحب قادری (مدیر زندگی، رامپور)

۸۔ جناب مولانا قاضی زین العابدین صاحب (استاد اسلامیات، جامعہ ملیہ دہلی وقاضی شہر میرٹھ)

۹۔ جناب مولانا عبدالسلام صاحب ندوی (ناظم دینیات، جامعہ ملیہ، دہلی)

۱۰۔ جناب مولانا یحییٰ صاحب قاسمی (امارت شرعیہ، صوبہ بہار)

نوٹ: جو حضرات مجلس کے اجتماع میں شریک تھے ان کے نام تجویز کے آخر میں درج ہیں، فقط

محمد اسحاق عفی عنہ

۱۵؍مئی ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى

مسئلہ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں سوال وجواب، بحث ومباحثہ اور مسئلہ کے ہر پہلو پر پوری ذمہ داری کے ساتھ غور وفکر کے بعد مجلس اس نتیجہ پر پہونچی ہے کہ

ا۔نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، بلکہ اختلاف مطلع مسلّم ہے، یہ ایک واقعاتی چیز ہے، اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

٢۔البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطلع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین فقہاء احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطلع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

٣۔ بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہے کہ عادۃ ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رؤیت دوسرے کے لئے لازم کردی جائے تو مہینہ کسی جگہ ٢٨ دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ٣١ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رؤیت میں عادۃ ایک دن کا فرق نہیں پڑتا ہے، فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو تقریبا ٥٠٠۔٦٠٠ میل ہوتا ہے، بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں،

اور اس سے کم کو بلاد قریبہ، مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے، اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔(١)

۵۔ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلا نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالبا تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے، ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اسی بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

٦۔مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہند و پاک کے مطلع سے علیحدہ ہے، یہاں کی رؤیت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی رؤیت یہاں والوں کے لئے ہر حالت میں لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہند و پاک میں اتنی دوری ہے کہ عموما ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

٧۔ ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہو، معتبر نہیں ہے، اور شریعت نے اس کا مکلّف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ملتا ہے اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموما شہر میں ہوا کرتی ہے تا کہ مکان اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں حائل نہ ہو، خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہونچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے، وہ وہاں کی زمین والوں کے لئے معتبر رؤیت قرار نہیں پائے گی۔

٨۔ریڈیو سے رؤیت ہلال کا اعلان خبر ہے، شہادت اصطلاحی نہیں ہے، ریڈیو کی

---

(١) جناب مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب مدیر صدق جدید (رکن مجلس) کا ایک گرامی نامہ ١۴ مئی ١٩٦٧ء کو موصول ہوا جس میں انہوں نے تجویز میں اپنی جانب سے ایک نوٹ درج کرنے کی فرمائش فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: اس قسم کا چارٹ ماہرین فلکیات ہی تیار کرسکتے ہیں، ایک ماہ کی مسافت کی دوری کا معیار اب کام نہیں دے سکتا۔ محمد اسحاق

مطلقا اجمالی خبر کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے، اور صرف اس طرح کی خبر پر صوم یا افطار صوم درست نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی جگہ کی خبر کے متعلق مختلف شہروں کے ریڈیو کا اعلان بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

۹۔ ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) نے ثبوت شرعی کے بعد رؤیت ہلال کا اعلان کر دیا ہے، اس طرح کی صراحت کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار صوم درست ہے۔

۱۰۔ ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگر کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور وہ خبر کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) کے فیصلہ کا اعلان کرے تو بھی یہ خبر قابل تسلیم ہوگی، اور صوم وافطار صوم کا حکم درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔ مگر یہ واضح رہے کہ ریڈیو کی خبر سن کر ہر شخص کو بطور خود فیصلہ کا اختیار نہ ہوگا، کیونکہ وہ خبر کی شرعی حیثیت کو نہیں سمجھ پائے گا، اس لئے سننے والوں کا فرض ہوگا کہ اپنے یہاں کے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں، اور ان کے فیصلہ پر عمل کریں، یہ مسئلہ شرعاً انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

۱۲۔ پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اس وقت ہوگا جب اس کی اطلاع اصول واحکام مذکور کے مطابق ہو۔

۱۳۔ مختلف شہروں کے ریڈیو الگ الگ خبر دیں کہ یہاں یہاں چاند دیکھا گیا تو اس تعدد خبر کی بنیاد پر غور کر کے فیصلہ کرنا کہ یہ خبر مستفیض ہے یا نہیں؟ اور یہ اعلان قابل اعتبار ہے

یا نہیں؟ علماء کا کام ہے، عوام کا فیصلہ قابل قبول نہ ہوگا۔

۱۴۔ تار، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظام کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار، ٹیلیفون اور خطوط آئیں اور علماء محسوس کریں کہ ان سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے، تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔

دستخط:

۱۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی
۲۔ مولانا معین الدین احمد ندوی
۳۔ مولانا محمد ظفیر الدین
۴۔ مولانا محمد منظور نعمانی
۵۔ مولانا عون احمد قادری
۶۔ مولانا اویس ندوی
۷۔ مولانا عمران خان ندوی
۸۔ مولانا مجیب اللہ ندوی
۹۔ مولانا عتیق الرحمٰن عثمانی
۱۰۔ محمد اسحاق ندوی